بلوچستان کی مشہور علمی شخصیت ــ ملا عبدالسلام اشیزئی (اچکزئی)

محمد عبدالعلی اچکزئی*
عبدالرحمٰن کاکڑ**

Mullah Abdul Salam Ashezai is one of the eminent personalities of Balochistan. During the British rule over the subcontinent, he strongly opposed the civilization and culture of the West, propagated through the missionaries. Ignorance was at full swing in the area. Hence Muslims particularly Pashtoons of the region were unaware of the intrigues of the Britishers. As a religious scholar, strongly condemned their policies through his poetry. Being a poet of Pashto language, he rigorously criticized the un-Islamic rituals that had caught roots in the society. He continued his struggle against the then government and evil practices of his time.

He was a distinguished scholar and had written books of assorted themes which also include a religious book "Talab-e-Mazhab". This book critically analyzes the life and evil customs of the Pashtoon society.

"Susan-e-Chaman" is another book of Mullah Abdul Salam discussing the national poetry. He adores his nation and homeland. Susan-e-Chaman is such a book which persuaded Pashtoons, to enrich their lives with national enthusiasm. That is why he was the only scholar and poet of Balochistan, whose books were confiscated and set on fire by the British government. He had also written "Zardana Dur". He died in 1974.

---

* ڈاکٹر، ایسوسی ایٹ پروفیسر وصدر شعبہ علوم اسلامیہ، بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ۔
** لیکچرار شعبہ پشتو، بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ۔

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام اس دنیا میں مبعوث فرمائے ہیں۔۱ جنہوں نے اپنے اپنے ادوار میں تعلیمات الٰہی سے انسانیت کو روشناس کرایا ہے۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مبعوث ہونے پر ختم ہوا۔ خاتم الانبیاءؑ کے وصال کے بعد اسلامی تعلیمات کی نشر واشاعت کا فریضہ علماء کرام اور صلحاء امت نے سنبھال لیا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاؑء کرام بھیجے، اسی طرح اس نے ہر زمانے میں انسانوں کی ہدایت کے لئے علماء، اولیاء اور مجتہدین امت بھی پیدا فرمائے ہیں۔ ان علماء کرام اور اولیاء اللہ نے انبیاء کرامؑ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بغیر کسی طمع ولالچ اور غرض کے انسانوں کی خدمت کی ہے۔ قیامت تک ایسے مخلص رہنما پیدا ہوتے رہیں گے، جو واقعی امت کی امامت کے حق دار ہیں اور انسانوں کو بھی ایسے ہی مخلص رہنماؤں اور امت کے غم خواروں کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

اِتَّبِعُوْا مَنْ لَّایَسْئَلُکُمْ اَجْرًا وَّھُمْ مُّھْتَدُوْنَ ۝ ۲

''چلو راہ پر ایسے شخص کی جو تم سے بدلہ نہیں چاہتے اور وہ ٹھیک رستہ پر ہیں''

امت کے ان غم خواروں میں سے ایک کا نام بلوچستان کی ایک مشہور شخصیت ملا عبدالسلام اشیزئی (اچکزئی) بھی شامل ہے۔ آپ نے اس وقت امت کی رہنمائی کا حق ادا کر دیا جب برصغیر پاک وہند پر انگریز قابض ہو گئے تھے اور مسلمانوں اور خاص کر بلوچستان کے سرحدی اور قبائلی علاقوں میں جہالت کے سبب مختلف بدعات اور بے راہ روی نے جگہ پا لی تھی۔ آپ نے مسلمانوں کو انگریز کی سازشوں سے باخبر رکھنے اور مسلمانوں میں مروجہ بدعات اور جہالت کی تاریکیوں کے بر خلاف حقیقی اسلامی تعلیمات سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے ایک بارِعظیم اپنے کندھوں پر اٹھایا اور اس فریضے کو احسن طریقے سے ادا کیا، جس کی یاد ہمیشہ علاقے کے لوگوں کے دلوں میں زندہ رہے گی۔ اب ذیل میں مولانا مرحوم کے حالات زندگی، اُن کی ادبی وعلمی خدمات اور تصانیف کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

شجرہ نسب

آپ کا شجرہ نسب ملا عبدالسلام بن ملا حبش بن ملا عبدالصمد بن ملا برات بن جمال بن گُلی بن پیرعلی بن خودک بن پایک بن سعدی بن سَول بن اچک سے جا ملتا ہے۔ آپ مشہور قبیلہ اچکزئی کی ایک شاخ اشیزئی سے تعلق رکھتے تھے۔ یاد رہے کہ اچکزئی افغانوں کے مشہور قبیلہ دُرّانی کی ایک شاخ ہے اور اس دُرّانی خاندان نے سینکڑوں سال تک افغانستان پر حکومت کی ہے، جس میں احمد شاہ ابدالی، نادر شاہ اور ظاہر شاہ وغیرہ شامل ہیں۔

تاریخ پیدائش

ملا عبدالسلام مرحوم نے اپنی تاریخ پیدائش خود ایک پشتو شعر میں بیان کی ہے، وہ لکھتے ہیں :

پر زر دری سوہ هجری سنه پیدا ایم　　　اوس اته اویاله ورسیدم دایم[۳]

''میں ۱۳۰۰ ھ میں پیدا ہوا اور اس وقت میری عمر ۷۸ سال ہے''

اگرچہ اس شعر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی تاریخ پیدائش ۱۳۰۰ھ بمطابق ۱۸۸۱ء ہے، لیکن آپ کے بیٹے شمس الطالع (جو اب بھی بقید حیات ہے) کے مطابق ''آپ ۱۳۰۰ھ سے کئی سال پہلے پیدا ہوئے تھے، کیونکہ والد صاحب مجھ سے یہ کہتے تھے کہ میں نے جو تاریخ پیدائش اپنے شعر میں بیان کی ہے، وہ قیاس پر مبنی ہے، کیونکہ پہلے زمانے میں تاریخ پیدائش نہیں لکھی جاتی تھی اور بعد میں بزرگوں کے حساب لگانے پر معلوم ہوا کہ میری سن پیدائش تقریباً ۱۲۹۰ھ ہے''۔

مقام پیدائش

کوئٹہ سے شمال مغرب افغانستان کی طرف جاتے ہوئے ۸۰ کلو میٹر دور شاہراہ کوئٹہ چمن پر ایک چھوٹا سا شہر قلعہ عبداللہ آباد ہے۔ یہ شہر پہلے ضلع پشین کا ایک حصہ تھا، لیکن ۱۹۹۳ء میں قلعہ عبداللہ، گلستان اور چمن کو ملاکر ایک نئے ضلع کا درجہ دیا گیا ہے، جس کا نام ضلع قلعہ عبداللہ ہے۔ قلعہ عبداللہ شہر سے چمن کی طرف جاتے ہوئے ۱۵ کلو میٹر کے فاصلے پر، مشہور پہاڑی سلسلہ کوہ کوژک کے دامن میں شیلا باغ کے نام سے ایک چھوٹی سی چھاؤنی قائم ہے۔ شیلا باغ ایک مشہور مقام ہے، یہاں پر فرنٹیر کور کی ایک چیک پوسٹ بھی موجود ہے۔ یہاں سے چمن جاتے ہوئے ایک دشوار گزار راستہ شروع ہوتا ہے، جو کوہ کوژک کے اوپر سے گزرتا ہے۔ یہ راستہ ۱۵ کلو میٹر پر مشتمل ہے اور انگریزوں نے

اپنے دور حکومت میں اسے کو ہ کوژک کی پہاڑی چوٹیوں کو کاٹ کر بنا یا تھا۔ یہ ایک اہم تجارتی اور فوجی راستہ ہے جو پاکستان کو افغانستان سے ملا تا ہے۔ شیلا باغ پر ایک ریلوے سٹیشن بھی موجود ہے۔ اس ریلوے سٹیشن سے چمن جاتے ہو ئے پا کستان کی مشہور اور سب سے بڑی سُرنگ شروع ہوتی ہے، جسے کھوجا سرنگ(جو پانچ روپے کے نوٹ پر بھی تھی) کہتے ہیں، جس میں ریلوے کی دو ڈبل لائنیں گزرتی ہیں۔ یہ سرنگ پانچ کلو میٹر طویل ہے اور ۱۸۸۲ء میں اسے انگریزوں نے تعمیر کیا تھا۔ شیلاباغ سے شمال کی طرف ایک چھوٹا سا کچا راستہ موجود ہے اور یہاں پر شیلا باغ سے آٹھ کلو میٹر کے فاصلے پر کوہ کوژک ہی میں ایک مقام ''شاخہ'' پر ایک مختصر سی آبادی موجود ہے، یہی مقام ملا عبدالسلام مرحوم کی جائے پیدائش ہے۔ شاخہ تک توبہ اچکزئی سے بھی ایک راستہ '' شپسلا نہ'' کے مقام سے آتا ہے جو نسبتاً شیلا باغ والے راستے سے کم پڑتا ہے۔ ملا عبدالسلام خود اس مقام کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں :

زاد بودم وخانہ دارم در جبال پنج میل از شیلہ با غ سمت شمال[۴]

شاخہ کے مقام پر آپ کی پیدائش سے پہلے کو ئی مستقل آبادی موجود نہیں تھی، لیکن رفتہ رفتہ یہا ں پر ایک گاؤں آباد ہوا اور اب بھی وہاں پر ایک مستقل گاؤں آباد ہے۔

حصول علم

ملا عبدالسلام اچکزئی جس ماحول اور مقام پر پیدا ہوئے، وہاں ہر طرف جہالت کے تاریک اندھیرے چھائے ہو ئے تھے۔ جس طرح وہ خود لکھتے ہیں :

پہ تاریکہ کورنی کی شمع بل سوم دنامی ماڑہ فاسق در نظر سپک سوم[۵]

''میں ایک تاریک خاندان میں شمع کی صورت میں جلوہ افروز ہوا اور ہر ایک مالدار فاسق کی نظروں میں حقیر معلوم ہوا''

اُس زمانے میں اس مقام اور اُس کے اردگرد نہ کوئی سرکاری سکول موجود تھا اور نہ ہی باقاعدہ کوئی دینی ادارہ۔ اس زمانے کے رواج کے مطابق جہاں جہاں مساجد آباد تھیں، اُن امام صاحبان گاؤں کے بچوں کو دینی تعلیم سے روشناس کراتے تھے اور تعلیم کا یہ انتظام بھی محدود پیمانہ پر تھا اور بہت کم بچے محدود مذہبی تعلیم حاصل کرسکتے تھے، لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی انسان کوکسی مقصد کے لئے پیدا فرمالیتے ہیں تو اس کے انتظام کے اسباب بھی مہیا کرلیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسباب

مہیا ہونے پر ملا عبدالسلام اچکزئی نے بہت ہی کٹھن اور مشکل حالات میں اپنی علمی پیاس بجھائی۔ آپ نے سب سے پہلے اپنے والد سے ابتدائی مذہبی کتابیں پڑھیں اور اس کے بعد مزید حصول علم کے لئے آپ نے اپنے علاقے کو خیر باد کہا اور اس زمانے کے رواج کے مطابق قندھار اور پشین کے مختلف مقامات پر حصول علم کے لئے رہائش اختیار کی۔ مختلف مقامات پر مختلف اساتذہ کرام سے استفادہ کے بعد چالیس سال کی عمر میں تفسیر، حدیث، فقہ، منطق، کلام، صرف ونحو، عروض وقوافی، اسلامی تاریخ، فلسفہ اور دیگر ضروری علوم میں مہارت حاصل کی۔

سادگی اورقناعت

ملاعبدالسلام سادہ زندگی گزارتے تھے۔ آپ نے ساری عمر غربت اورتنگدستی میں گزاری اور ہر حال میں صبر اختیارکیا۔ آپ کی سادگی کے حوالے سے سلطان محمدصابر لکھتے ہیں :

ملاعبدالسلام پہ شکل وشباهت یوخوار غریب سڑے وئی، ته به وائے چه الف ب ئے نه دی زده، لاکن چه مجلس ورسره وکڑے نودده علمیت، دانائی، خودداری اورجرأت به دِی په دے مجبور کڑی چه دده دلوڑتیا اوشرافت وسپیځلتیا احترام وکڑے اودابه اومنے چه واقعی: شرافت الانسان بالعلم والادب لابالمال والنسب [۶]

ترجمہ: ملاعبدالسلام شکل وصورت کے لحاظ سے ایک سادہ اورغریب شخص نظرآتے تھے، آپ کہیں گے کہ الف، ب پڑھنانہیں آتا، لیکن جب اس کی مجلس میں بیٹھا جائے تو ان کی علمیت، عقلمندی، خود داری اورجرأت اس بات پر آدمی کو مجبورکرتی ہے کہ اس کی اعلیٰ ظرفی، شرافت اورصداقت کااحترام کیاجائے اور یہ تسلیم کرنا پڑتاہے کہ واقعی انسان کی شرافت علم وادب کی وجہ سے ہے نہ کہ مال ونسب کی وجہ سے۔

محمدزمان خان اچکزئی اس سلسلے میں لکھتے ہیں :

دملاعبدالسلام شاعری له داراز جذباتو، احساساتو اوجوش نه ډکه ده چه بنده دانه سی وئیلا ئے چه داکلام دنِوی کالو دعمریځ سڑئے دئ، همدغه ډول دملاصاحب ساده ژوند اوساده ناسته ولاڑه چه چوک ووینی نوهغه ته دَئے بیخی یوعام سڑئے شکاره سی [۷]

ترجمہ: ملاعبدالسلام کی شاعری جوش وجذبے اوراحساسات سے معمور ہے، آپ کی شاعری پڑھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ شاعری نوے برس کے عمر رسیدہ شخص کی ہے۔ اسی طرح ملاصاحب کی سادہ زندگی اورسادہ نشست وبرخاست جوکوئی بھی دیکھ لیتاہے تواسے ملاصاحب ایک خاص آدمی نظرآتاہے ۔

صاحبزادہ حمیداللہ آپ کی شخصیت کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں :

وہ دبلے پتلے سادہ انسان تھے، سفیدلباس اورسفید پگڑی استعمال کرتے تھے، بڑے عالم، عابد، قناعت

پسند اورمتوکل انسان تھے۔ رنگ کچھ سیاہی مائل مگر شخصیت بارعب تھی ۔ ۸

ملا عبدالسلام اچکزئی چونکہ غربت کی زندگی گزارتے تھے اس لیے آپ کی ظاہری حالت دیکھ کر انگریزں نے کئی بار بطور رشوت آپ کے لئے وظیفہ مقرر کرنا چاہا، کہ اس وقت آپ انگریزوں کی مخالفت سے باز آجائیں گے، لیکن آپ نے تنگ دستی کے باوجود صاف انکار کیا۔ ۹

ادبی حیثیت

ملا عبدالسلام اچکزئی ایک وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔ دین کی تمام مروجہ کتابوں کو پڑھ چکے تھے اور ہرفن پر آپ کو خاصہ عبور حاصل تھا، علاوہ ازیں اپنے ملک کے اتار چڑھاؤ سے باخبر رہنے کے ساتھ ساتھ دنیا کے دیگر ملکوں کے نشیب وفراز پر بھی آپ کی نظرتھی بلکہ ان نشیب وفراز کی وجوہات اور اُن کی اصلاح کی فکر بھی دامن گیرتھی، اگر چہ آپ کے معاشرتی اور اقتصادی حالات سخت ناہموار تھے، لیکن اس کے باوجود دوسروں کی تکالیف اور مشکلات آپ سے دیکھی نہیں جاتی تھی۔ انسان دوستی اور حق گوئی آپ کےخمیر میں تھا۔ علاقے کے بڑے بڑے علماء وصلحاء کے ساتھ آپ کے اچھے تعلقات اور مراسم تھے۔ آپ نے سعدی شیرازی، جامی اور مرزا بیدل وغیرہ کے افکار کا مطالعہ بھی کیا ہوا تھا، جس کی روشنی میں لوگوں کی اصلاح کے لئے آپ ہمہ وقت کوشاں رہتے تھے اور ہمیشہ اس فکر میں تھے کہ کس طرح معاشرے سے بدعات کا خاتمہ کیا جائے اور اصل اسلامی تعلیمات کو عام کیا جائے، لہذا شعر کے انداز میں آپ نے اصلاح امت کا بیڑہ اٹھایا اور اس سلسلے میں آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں، جن پر آخر میں تبصرہ کیا جائے گا، خاص کر ''طلب مذہب'' اس سلسلے میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔

ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر آپ کی خدمات کے حوالے سے لکھتے ہیں :

> ملاعبدالسلام اشیزئی (قاضی عبدالسلام بابا) ایک ممتاز عالم دین اورحق گوشاعر تھے، آپ کا شمار پشتوزبان کے ان صف اول کے شعراء میں ہوتاہے جنہوں نے اپنے زورقلم سے اس علاقے میں تحریک آزادی اورقیام پاکستان کی جدوجہد کے لیے نمایاں خدمات سرانجام دیں ۔۱۰

محمدزمان خان اچکزئی آپ کی شاعری کےمتعلق لکھتے ہیں :

> ملاعبدالسلام ته پر پشتو شاعری باندی قدرت دومره لوئی توان ورکڑئے دئی چه بنده حیران سی. ډیر په ساده اولنډه والفاظو کشی خپل مطلب سرګنده وی اوهغه هم په داسی ډول چه دَ پشتو دعوامی محاورو شکلا دلیری نه بنده ته دعمل بلنه ورکوی. ۱۱

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ملاعبدالسلام کو پشتو شاعری کے ذریعے بڑی قدرت اورصلاحیت دی ہوئی ہے کہ انسان حیران رہ جاتاہے، بہت سادہ اورمختصر الفاظ میں اپنا مطلب بیان کرتے ہیں اوروہ بھی ایسے طریقے سے کہ پشتو زبان کے عوامی محاوروں کی خوبصورتی سے انسان کوعمل کی طرف دعوت دیتی ہے۔

اسی طرح مقدس خان معصوم آپ کوخراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

ملاعبدالسلام اشیزئی چه دَبلوچستان پشتانه ئے د سلام بابا په نوم یادوی، په هغو خو ش قسمتو شاعرانو کی شامل دی چه خدائے پاک ورله اعلیٰ دماغ اوپه قوم مئین زڑه ورکڑی وُ [۱۲]

ترجمہ: ملاعبدالسلام اشیزئی جسے بلوچستان کے پشتون سلام بابا کے نام سے یادکرتے ہیں، ان خوش قسمت شعراء میں شامل ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ دماغ اورقوم سے محبت رکھنے والا دل دیا تھا۔

انگریز دشمنی

جس وقت انگریز نے برصغیر پاک وہند پر اپنا قبضہ مکمل کرلیا، تو مسلمانانِ پاک وہند ایک عجیب مصیبت میں گرفتار ہو گئے۔ انگریز ہمیشہ سے یہ کوشش کرتے رہے کہ مسلمانوں کی اقتصادی حالت تباہ وبرباد ہو،علم وفن میں عبور حاصل نہ ہو اور نہ ہی کوئی ایسا مجاہد پیدا ہو جو اُن کے خلاف آئندہ تلوار اٹھا سکے۔ انگریز نے صرف برصغیر پاک وہند پر صبرنہیں کیا، بلکہ اپنی توسیع پسندانہ پالیسی کے تحت افغانستان کی جانب بھی قدم بڑھائے، جس کے جواب میں افغانستان کے غیور عوام نے انگریز کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ انگریزوں کے خلاف جہاں ایک طرف مسلمانان برصغیر میدان جنگ میں تلوار کے ذریعے لڑرہے تھے، وہاں دوسری طرف بعض مجاہدین اپنے قلم سے ان کے خلاف بر سر پیکار تھے۔ ان مجاہدین میں ملا عبدالسلام اچکزئی بھی شامل تھے۔ آپ نے جب مسلمانوں پر انگریزوں کے مظالم کی خبریں سنیں تو آپ نے ان کے خلاف کوژک میں بذریعہ قلم علم جہاد بلند کیا اور اپنی عمر کا بیشتر حصہ اس جہاد میں گزارا۔ اس جہاد کے دوران آپ کو قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں، لیکن آپ برابر انگریز کی سازشوں سے مسلمانوں کو خبردار کرتے رہے اور مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیتے رہے۔ جس طرح کہ ایک مقام پر آپ لکھتے ہیں:

در شپیته کاله اوشتی سپینه ژیره — په جهاد کی لکه ځوان لیل ونهار یم
سپر وتُوره، خنجر بیل دځانه نه ژدم — دلندن ابلیس وغدر ته بیدار یم [۱۳]

ترجمہ: میری عمر ٦٠ سال سے زیادہ ہے اور داڑھی سفید ہے، لیکن اس کے باوجود میں جہاد میں ایک جوان کی طرح روز وشب تیار ہوں، ڈھال، تلوار اورخنجر اپنے آپ سے جدانہیں رکھتا ہوں اور لندن

کے شیطان (انگریز) کی چال وفریب سے باخبر ہوں۔

گرفتاری اور رہائی

جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ مولانا مرحوم کے دل و دماغ میں انگریز دشمنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور آپ نے اپنے شعروں کے ذریعے انگریزوں سے عداوت اور نفرت کا اظہار کیا تھا۔ اس سلسلے میں آپ نے ایک کتاب ''سون چمن'' کے عنوان سے بھی لکھی ہے، جس میں انگریز کی سازشوں سے مسلمانوں کو خبردار کیا تھا۔ ۱۳۵۳ء میں اشاعت کے بعد اس کتاب کو ضبط کرلیا اور آپ کو گرفتار کرکے جیل میں بند کردیا۔ آپ کی گرفتاری پر لوگوں نے اور خاص کر آپ کے قبیلے اچکزیوں نے شدید احتجاج کیا، جس پر مجبور ہوکر انگریزوں نے کچھ مدت کی قید وبند کے بعد تقریباً ۴۰۰۰ روپے کی ضمانت پر آپ کو رہا کردیا، لیکن آپ کی کتابوں کی اشاعت پر پابندی برقرار رکھی۔ قید سے رہائی کے بعد آپ نے اپنی جدوجہد اورتیز کردی، جیسا کہ عبدالرحمٰن کاکڑ لکھتے ہیں:

لـه بـنـده ترخوشی کیدلوورسته ملاصاحب داغیاروپه خلاف خپلی هځیی نوری غځندی کړی اودخپلی سیمی اوقوم دپاره ډڈیر سه کولو حوصله په ده کشی وه. انگریزانو دخپل دشمن ملا عبـدالسـلام اشیـزی ددباؤ کولو ډیری هځیی وکړی خوپه کشی بریالی نه شوو. په دغه وخت کشـی د بـرصـغیر داوسیدونکو په زړو کشی دازادی خوند اومینه موجوده وه. ملاصاحب هم دازادی په جنگ کشی گډون وکړ اوپه خپل قلم سره یی جهاد وکړ [۱۴]

ترجمہ: قیدسے رہائی کے بعد ملاعبدالسلام نے غیروں کے خلاف اپنی جدوجہد کو اورتیزکردیا، اپنے علاقے اورقوم کے لیے بہت کچھ کرنے کا جذبہ اورحوصلہ رکھتے تھے، انگریزوں نے آپ پردباؤ ڈالنے کے لیے بہت کوششیں کیں، لیکن کامیاب نہ ہوسکے، اس زمانے میں برصغیر کے باشندوں کے دلوں میں آزادی کی اُمنگ اورمحبت موجودتھی، ملاعبدالسلام بھی آزادی کی اس جدوجہد میں شریک ہوئے اوراپنے قلم کے ساتھ جہاد کیا

وطن سے محبت

ملا عبدالسلام اچکزئی کو اپنے وطن سے بہت محبت تھی۔ آپ کو اپنا وطن اور اپنی زمین بہت پیاری تھی۔ آپ نے اپنے اشعار میں اپنی اس حب الوطنی کے جذبے کو مؤثر انداز میں بار بار ظاہر کیا ہے، جس طرح کہ ایک مقام پر لکھتے ہیں :

دخپل ملک خاوری دبل پر طلا شی دی   ومحبوب وطن ته مه پریږدی انگلیس [۱۵]

ترجمہ: اپنے ملک کی مٹی دوسرے کے سونے سے بہتر ہے، اس لئے اپنے پیارے وطن میں انگریز کو مت چھوڑیں۔

بہر حال آپ نے اپنی شاعری میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اپنا وطن، زمین اور آزادی اللہ تعالیٰ کی گراں قدر نعمتیں ہیں اور ان کی قدر کرنی چاہیے، کیونکہ یہ چیزیں بہت سی قربانیوں کے بعد حاصل ہوتی ہیں۔

علماء کی قدر دانی

مُلا عبدالسلام اچکزئی خود بھی بڑے عالم دین تھے اور علماء حق وصلحاء کی قدر واحترام کرتے تھے، البتہ عالم کے لباس میں ظالم اور جاہل کی مذمت ضرور کرتے تھے۔ اُن کا عقیدہ تھا کہ علماء حق اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں اور دوستوں پر تنقید کرتے ہیں، وہ حقیقت میں آسمان پر تھوکتے ہیں اور جو آسمان پر تھوکتا ہے، تو ان کا تھوک واپس ان کے چہرے پر آکر گرتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

چ سڑی پر بزرگانو بهتان وائی　　　داخبیث نا مرده عیب دځان وائی [۱۶]

ترجمہ: جو شخص بزرگوں پر بہتان باندھتا ہے وہ درحقیقت فاسق ہے اور اس طرح دوسروں کی عیب جوئی کرکے لوگ اپنا عیب لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں۔

ایک اور جگہ علماء حق اور صلحاء کے بارے میں گویا ہیں:

دنیکانو سره نه یم په عناد کی　　　زه کوم درهزنانو ددین ذم
د پشو خاوری یم دهغه فاضلانو　　　پر چشمانو باندی ژدم ددی قدم
دا ستوری دی چه دونی لار په وینو　　　شپه تاریکه ده دکفر پر عالم
که به زه پاکو قدسیانو له بد وایم　　　دوزخی دی سی داگوتی وقلم [۱۷]

ترجمہ: میں نیک لوگوں کے ساتھ عناد نہیں رکھتا۔ البتہ دین کے لٹیروں کی مذمت کرتا ہوں، میں اُن فاضلوں کے قدموں کی گرد (مٹی) ہوں اور اپنی آنکھوں پر اُن کے قدم رکھتا ہوں۔ یہ تو ستارے ہیں جس کے ذریعے ہم راستہ دیکھتے ہیں، کیونکہ کفر کی دنیا پر تو تاریکی چھائی ہوئی ہے، اگر میں اس پاکیزہ مخلوق کو برا کہوں تو پھر میری انگلیاں اور یہ قلم ٹوٹ جائیں۔

اخلاق اوراخلاص کی تعلیم

ملاعبدالسلام اپنی تعلیمات میں اخلاق اوراخلاص پر بہت زور دیتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ اخلاق اور اخلاص لازم وملزوم ہیں اور ان دونوں کا دشمن حرص ہے، جب تک انسان حرص کے جال میں پھنسا رہتا ہے اُس وقت وہ اپنی جان اور جہاں دونوں کا دشمن ہو تا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حرص ایسی بیماری ہے جس کا علاج صرف یہ ہے کہ انسان اپنے نفس پر کنٹرول رکھے، تاکہ نفس اور شیطان دونوں قابو میں رہیں۔ آپ اپنے اشعار میں حرص کی مذمت اس طرح بیان کرتے ہیں :

دحرص تازیان اوّله خاوندان خوری   دی شکاریانو خپل ځانو نه پد ام یوڑو [18]

ترجمہ: حرص کے شکاری کتے سب سے پہلے اپنے مالوں کو کھاجاتے ہیں اور اِس کے ذریعے شکار کرنے والے خود اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں :

په دنیا پسی ماڑه ڈک لیونی دی   گاندی ڈول ودوی ته یسی لکه غر تَش

سو دقبر خاوری خوری لا مری د لوژی   حارصان گرزی په طمع در پر در تش [19]

ترجمہ: دنیا کے پیچھے امیر لوگ دیوانوں کی طرح دوڑ رہے ہیں اور اُن کی نظروں میں مال کا ذخیرہ بھی خالی پہاڑ کی طرح نظر آتا ہے، یہ حریصان قبر کی مٹی کھانے تک بھوک سے مرتے ہیں اور یہ لوگ گھر گھر طمع کی لالچ میں گھومتے پھرتے ہیں ۔

اتحاد کادرس

ملاعبدالسلام باباجہاں پشتون قوم کواچھے اخلاق اپنانے کی دعوت دیتے ہیں وہاں انہیں اتحاد واتفاق کادرس بھی دیتے ہیں۔ اِن کاکہنا ہے کہ غیر ملکی حکمرانوں نے ہمیں آپس میں تقسیم کردیا ہے اوراب بے فکری کے ساتھ ہم پرحکومت کررہے ہیں۔ دشمن کو شکست دینے کے لیے ضروری ہے کہ ہم آپس میں اتحاد واتفاق پیداکریں اورویسے بھی قرآنی تعلیم کی روسے تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، وہ کہتے ہیں :

که نن موژ په صدق ودریدو نیم   هم بے واے سو پر شا گنڑ کفر عظیم

پردے باغ داتفاق دَبرکته   دیمن دخوا رالوزی نسیم

مؤمنان خو سره وروںڑه په قرآن دی   دزڑو وکاژی مردار جهل قدیم [20]

ترجمہ: اگر آج ہم سچائی کے ساتھ کھڑے ہو جائیں تو تمام کفر کو شکست دے سکتے ہیں اور اس اتحاد کے باغ پر یمن کی طرف سے بادِ نسیم چلتی ہے۔ تمام مسلمان قرآن کی رُو سے آپس میں بھائی بھائی ہیں اور اے لوگو! اپنے دلوں سے جہالت کی باتیں نکال دو ۔

بحیثیت مصلح

ملاعبدالسلام اثیزئی ایک مصلح اورحقیقت پسندشاعر تھے۔ آپ اصلاح کی خاطر اپنے اشعار کے ذریعے لوگوں کواسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کا بھرپوردرس دیتے رہے، آپ کہتے ہیں کہ انسان کو اپنا قیمتی وقت لہوو لعب میں نہیں گزارنا چاہئے، بلکہ آخرت کے لئے بھی سرمایہ محفوظ رکھنا چاہیے، کیونکہ اس زندگی کا جاہ وجلال صرف چند دنوں کے لئے ہے، تو اس چند روزہ عیش وعشرت کے لئے ہم آخرت کو کیوں بھول جائیں، وہ لکھتے ہیں :

دولت بیرته عاقبت دلاسه وزی　　　درامیر امان اللّٰه وُ معتبر سوک

کُلّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ که انسان اروے　　　نو غلطه سودا نه وهی دزر سوک

دغه مال به چابک بیل سی مرگ موبیائی　　پنځه ورزی په گل نه لری باور سوک ۲۱

ترجمہ: یہ مال و دولت آخر کار انسان کے ہاتھوں سے جاتی رہتی ہے۔ امیر اما ن اللہ کے ہاتھ سے بھی اقتدار جاتا رہا، حالانکہ اُس سے معتبر کون ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کی یہ آیت کُل مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ اگر انسان سنتا ہے تو وہ پھر مال ودولت کے بارے میں زیادہ نہیں سوچتا، یہ مال ودولت جلد ہی انسان سے جدا ہو جائے گا اور موت ہماری منتظر ہے، لہٰذا پانچ دن کے پھول پر کوئی اعتبار نہیں کرے گا ۔

اسی طرح وہ یتیموں، بیواؤں اور عورتوں کے حقوق پر بھی زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

نو که چا دااسمانی وحی منلی　　　بیا به نه ژړوُ کنڈ ویتیم

مذهب ومنه حقوق د شځو مه خوره　　　په طواف دننه کشیباسه حطیم ۲۲

ترجمہ: اگر کوئی شخص یہ آسمانی وحی (قرآن) تسلیم کرلیتا ہے تو وہ یتیم اور بیوہ پر ظلم نہیں کرتا اور اے لوگو! مذہب (اسلام) کو مانو، عورتوں کے حقوق مت چھینواور حطیم شریف کو بھی طواف میں شامل کرو(یعنی اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ)۔

ملا عبدالسلام مرحوم نے قرآن مجید ہی کو تمام علوم کا سرچشمہ قرار دیا ہے۔ و ہ کہتے ہیں کہ اگر جہالت کے اندھیروں سے باہر نکلنا ہے تو قرآن کی روشنی سے اپنے آپ کو منور رکھیں :

که تا ځان دجهله کیش نن　　　وقرآن ته سه راویش نن

دا رسی و نِسه ټینګه   کنه کلک مشلی ددرینګه

دقرآنه ځان خبر که   حق دهر همسایه ور که

دزړه تور پانوس صفا که   دا شیشه ګرزوه پاکه

دقرآن نور پکی کشیږده   لاربه وینی جهل پریږده ۲۳

ترجمہ: اگر آپ نے جہالت سے نکلنا ہے تو قرآن (کی تعلیمات) سے اپنے آپ کو باخبر رکھو، اسی قرآن کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔ قرآن سے اپنے آپ کو باخبر رکھو اور ہر ہمسایہ کا حق ادا کرو۔ اپنے دل کے شیشے کو صاف رکھا کرو اور قرآنی تعلیمات سے اپنے دل کو منور کرو اور اسی نصیحت پرعمل کرو گے تو راہ ہدایت پہ آجاؤ گے ۔

بحیثیت صوفی

ایک انقلابی شاعر، ادیب اورصاحب نظر ہونے کے علاوہ ایک باعمل صوفی بھی تھے۔ آپ کی نظر میں باطن کوظاہر پرمقدم رکھنا چاہیے اور باطن کی صفائی کے بغیر پند و نصائح اثر نہیں دکھاسکتا۔ آپ لکھتے ہیں :

په شپه نه کیږی مزل دزړه بی چراغه   لکه قبر تیاره خونه ده دنیا ۲۴

ترجمہ: دل کی روشنی کے بغیر رات کوسفرنہیں کیاجاسکتا، یہ دنیاقبرکی طرح تاریک کمرہ ہے ۔

آگے مزیدلکھتے ہیں:

هلته پنداثر لری پر غافلانو   که دننه مشک عنبر شوماوتا ۲۵

ترجمہ: غافل لوگوں پرنصیحت اس وقت اثر رکھتی ہے جب ہم اندر سے مشک وعنبر بن جائیں ۔

آپ کاصوفیاء سے لگاؤ آپ کی شاعری سے ثابت ہوتاہےلیکن پیرکامل کی رہنمائی میں تصوف کے منازل طےنہیں کئے ہیں، اس حوالے سے عبدالرحمٰن کاکڑ لکھتے ہیں :

ترجمہ: پشتوزبان کے نامور صوفی شاعر عبدالرحمٰن باباکی طرح ملاعبدالسلام اشیزئی کی شاعری سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ آپ باقاعدہ مرید رہ چکے ہوں یاکسی پیرکامل کی رہبری میں تصوف کی منازل طے کی ہوں، اسی وجہ سے آپ کوتصوف کےمخصوص نظریئے کاپیروکاربھی نہیں کہہ سکتے، اس کے علاوہ آپ کی شاعری میں تصوف کی دقیق اصطلاحات بھی نظرنہیں آئیں۔ ۲۶

چونکہ آپ ایک نامور عالم دین تھے اس لیے اسلامی تصوف کو تودل وجان سے قبول کیا لیکن یونانی فلسفہ کو گمراہی سے تشبیہ دے کر ان پڑھ پشتونوں کوان سے بچایا اس پورے نظریئے کو ایک

شعر میں اس طرح سمویا ہے :

قرآن خوانه یونانی فلسفه لولی　　　　نابینا امیان دجهله سه ورمات دیی ۲۷

ترجمہ: قرآن پڑھنے ولے یونانی فلسفہ پڑھتے ہیں، اندھے عوام جہالت کی وجہ سے ان کی طرف متوجہ ہیں۔

اس کے علاوہ آپ نے اپنے علمی نشتر سے علماء سوء اور جعلی پیروں کے خلاف جہاد کیا۔ اپنے ایک شعر میں ایسے جعل سازوں کی حقیقت سے عوام کو یوں آگاہ کیا ہے :

ناخبره پشتانه بی نوره زڑونه　　　　خطا وزی په سربیره خیموسپینو ۲۸

ترجمہ: جاہل اورنور سے خالی دل رکھنے والے پشتون ظاہری طور پرنظر آنے والے سفید خیموں سے دھوکہ کھاتے ہیں۔

تاریخ وفات

اس عظیم مصلح اور عوامی شاعر نے ۲۶ جنوری ۱۹۷۴ء بمطابق ۱۳۹۴ھ وفات پائی۔ اس طرح اگر آپ کی تاریخ پیدائش ۱۳۰۰ھ تسلیم کی جائے تو سن ہجری کے لحاظ سے آپ نے ۹۴ سال کی عمر پائی۔ اگر آپ کے بیٹے کے بقول ۱۲۹۰ھ مانی جائے تو پھر آپ کی عمر ۱۰۴ سال ہو جاتی ہے۔ بہرحال آپ نے کم ازکم ۹۴ سال کی طویل عمر پائی۔ آپ اپنے آبائی گاؤں شاخہ شیلا باغ میں مدفون ہیں۔

تالیفات

آپ نے اپنی زندگی میں کل تین کتابیں لکھی تھیں:(۱) سوس چمن، (۲) طلب مذہب اور (۳) زردانہ در۔ یہ تمام کتابیں پشتو زبان میں لکھی گئی تھیں اور زیور طبع سے آراستہ ہیں۔

۱۔ سوس چمن

ملا عبدالسلام مرحوم کے پہلے مطبوعہ کتاب کا نام سوس چمن (باغ کا پھول) ہے۔ سوس ایک آسمانی رنگ کا پھول ہوتا ہے، جسے شعراء زبان سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اس کتاب میں تقریباً چھ ہزار اشعار موجود ہیں، اس کے صفحات کی تعداد ۳۲۷ ہیں اور اس کا کاغذ سفید ہے۔ پہلی بار لاہور میں چھپی تھی اور اشاعت ثانی کوئٹہ میں ہوئی آپ کے فنِ شعر وشاعری کا سبب اور محرک غازی امان اللہ کی ملک بدری بیان کی جاتی ہے، کیونکہ آپ کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۳۴۷ھ بمطابق ۱۹۲۹ ء

میں جب آپ اپنے بچے کے علاج کی غرض سے کوئٹہ آئے تو اِسی سال افغانستان پر بچہ سقہ نے انگریز کے تعاون سے اقتدار پر قبضہ کرلیا اور غازی امان اللہ خان ملک بدری پر مجبور ہوئے تھے۔ اس واقعہ کی خبر جب کوئٹہ میں آپ نے سنی تو آپ نے اس موقع پر چند اشعار کہے اور یہاں سے آپ کی شاعری کے سفر آغاز ہوتا ہے۔ آپ خود یہ واقعہ بیان کرتے ہیں :

په زردری سوه ووه سلویشت سنه کی — ولاڑم کوٹی له زهیر په رجب کی

نازولی زوئی مِ واخستی ناجوڑه — نصیب بوتم ددوا په طلب زه

دکابل د انقلاب قصه منجلس وَ — نور ناخوبه کڑم دا شور وشغب زه

سکشتی سه خشتی مِ کشی شودے دشعر — په خوانه وم په صنعت مجرب زه

دَلام نقش په نومڑی ماشام کی وزود — دَتصنیف دادرته وایم سبب زه ۲۹

ترجمہ: ماہ رجب ۱۳۴۷ھ میں میں کوئٹہ گیا تھا تاکہ اپنے پیارے بچے کا علاج کرا سکوں، وہاں پر انقلاب کابل کے قصے بیان ہورہے تھے، جس نے مجھے مضطرب کردیا۔ یہاں میں نے چند اشعار کی بنیاد رکھی، اگر چہ پہلے میں شعر کہنے میں ماہر نہیں تھا۔ ردیف ''ل'' پر مشتمل اشعار میں نے اسی شام بنائے، اس طرح اپنی تصنیف کا سبب بتلا رہا ہوں۔ (ردیف ''ل'' کے اشعار اس کتاب میں موجود ہیں)۔ ۳۰

کتاب کو کئی سالوں میں مکمل کرنے کے بعد اس غرض سے آپ کوئٹہ تشریف لائے کہ کتاب کو چھپوا سکیں۔ جس طرح کہ خود بیان کرتے ہیں:

نو سه پاڑی دده وغوڑیدی گردی — متصله دظفر سره قریب

را نزدی شهر له ورلم دکوٹی — سڑی چاپ بسی دانظم وترتیب

انگریزانو نه پریشوو ذکر دخیر — دسلطان امان الله غازی ادیب

داتحسین دفرنگی دخیاله چپ وُو — ما کاوی داتفاق په خوا ترغیب ۳۱

ترجمہ: جب اس (کتاب) کے سارے پتے کھل گئے اور مجھے کامیابی ملی تو میں کوئٹہ شہر اس لئے گیا کہ اس نظم کو چھپوا سکوں۔ انگریز نے اس میں موجود غازی امان اللہ کے ذکر خیر کو دیکھ کر اشاعت کی اجازت نہیں دی۔ یہ مدح وستائش انگریزی فکر کے برخلاف تھی کیونکہ میں اتفاق واتحاد کی ترغیب دے رہا تھا۔

وہ مزید لکھتے ہیں کہ اس وجہ سے پریس کے مالک نے اس کو چھاپنے سے انکار کیا، کیونکہ اس

میں حکومت وقت کے خلاف اشعار موجود ہیں۔ صورت حال کو بھانپتے ہوئے میں نے اس میں کچھ تغیرات دوستوں کی مشاورت پر کئے، تا کہ انگریز کے لئے قابل قبول ہو ں، مگر اس کے باوجود میں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے بعد آ پ کے دوستوں مثلاً بحرالعلوم ملا محمد یعقوبؒ لاجوری، علامہ عبدالعلی کاکڑؒ ، قاضی مولوی باران اور علاقے کے دیگر علماء نے آپ کو مشورہ دیا کہ اسے لاہور میں چھاپا جائے۔ اور اس طرح آپ دوستوں کے مشورے پر اپنی اس کتاب کو ۱۳۵۴ھ بمطابق ۱۹۳۵ء لاہور میں خفیہ طور چھاپنے میں کامیاب ہوسکے۔ کتاب کی اشاعت کی اطلاع جب انگریزوں کو ہوئی تو انہوں نے اسے ضبط کرکے جلادیا، یہاں پر صرف چند ایک نسخے بچ گئے۔

کتاب کی ضبطی کا واقعہ آپ کے بیٹے شمس طالع اس طرح بیان کرتے ہیں: ''میں بہت چھوٹا تھا اور پنگوڑے میں لیٹا ہوا تھا کہ انگریز حکومت کے قاصد آ گئے اور'' سوسن چمن'' کے تمام نسخے جمع کرلئے اور مولانا مرحوم کو ہتھکڑیاں ڈال کر لے گئے اور میرے بڑے بھائی غلام یحیٰی کے بقول میری ذہین والدہ نے ایک نسخہ میرے (شمس طالع) کے ساتھ کپڑے میں باندھ دیا، یعنی وہ کپڑا جس میں بچے کو باندھتے ہیں اور مجھے پنگوڑے میں سلادیا اور اس طرح ایک نسخہ بچ گیا''۔۳۲

پورے پشتون علاقے (شمالی بلوچستان) میں آج تک کسی عالم اورادیب کی کتاب کو وقت کے حکمرانوں نے نذرآتش نہیں کیا ہے، لیکن ملاعبدالسلام اشیزئی کو یہ اعزازحاصل ہے کہ ان کی کتاب ''سوس چمن'' کوانگریز نے نہ صرف ضبط کیا بلکہ اِسے نذرآتش بھی کیا اورساتھ ہی اس پرپابندی بھی عائد کی جوکئی سال تک برقرار رہی۔ اس حوالے سے پشتو کے معروف شاعر درویش درانی پی ٹی وی کوئٹہ کی طرف سے ملاعبدلسلام اشیزئی پر بنائے گئے پروگرام میں کہتے ہیں :

> وہ مولانا صاحب کو کتنا خطرناک آدمی سمجھتے تھے، آپ اندازہ ایک واقعہ سے لگاسکتے ہیں کہ انہوں نے اے جی جی کو درخواست دی تھی، درخواست اسی ''سوسن چمن'' کے سلسلے میں تھی، اس کتاب پرپابندی تھی، انہوں نے درخواست کی تھی کہ یہ پابندی ہٹائیں اوراس کتاب کے چھاپنے کی اجازت دیں تواے جی جی نے ان کو جواب میں کہا کہ مجھے حیرت اس بات پرہے کہ تاج برطانیہ کااتنابڑادشمن اب تک زندہ کیسے ہے۔۳۳

رہائی کے بعد کئی بار ملا عبدالسلام نے انگریز حکومت کو کتاب پر سے پابندی ہٹانے سے متعلق درخواستیں دیں، لیکن حکومت نے ان درخواستوں کو مسترد کیا یہاں تک کہ تقریباً تیس سال تک اس

کتاب پر پابندی برقرار رہی۔ اس کے بعد ایوب خان کے دور حکومت میں متعدد درخواستیں دینے کے بعد اُس وقت کے کمشنر جناب انور عادل کی اجازت سے آپ نے یہ کتاب ۱۳۸۴ھ بمطابق ۱۹۶۴ء میں کوئٹہ سے چھپوائی۔ سوسن چمن کی دونوں بار ترتیب آپ نے خود تیارکی۔ دوسری بار اشاعت کے موقع پر آپ نے کتاب میں کئی اضافے بھی کئے تھے۔ اس کتاب میں آپ نے انگریز کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کے ساتھ ساتھ بہت سے واقعات وحالات بیان کئے ہیں اور جہاں آپ اہل وطن میں کوئی غلطی دیکھتے، تو اس کو شعر کی زبان میں بیان کرتے اور اپنی قوم کی اصلاح کی کوشش جاری رکھتے۔

خلاصہ یہ کہ ''سوسن چمن'' میں انگریز کی سازشوں سے پردہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں کوآ گاہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس کتاب میں مسلمانوں کی اصلاح اعمال کے لئے بہت سے قیمتی مشورے اور مواعظ بھی موجود ہیں۔ کتاب کے آخر میں ملا عبدالسلام اچکزئی نے حدیث کی مختلف کتابوں سے وعظ وحکمت پر مبنی چالیس احادیث بھی جمع کی ہیں۔

۲۔ طلب مذہب

ملا عبدالسلام اچکزئی کی دوسری مطبوعہ اور سب سے اہم کتاب ''طلب مذہب'' ہے۔ اس کتاب کے ۴۱۲ صفحات ہیں۔ اس کا کاغذ زرد رنگ کا ہے، اور عزیز الیکٹرک پریس، کوئٹہ نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کو ملا عبدالسلام اچکزئی نے شوال ۱۳۵۴ھ میں شروع کرکے ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ تک، تقریباً چودہ ماہ کے عرصے میں پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ جیسا کہ کتاب کے آخری حصے میں موجود درج ذیل عبارت سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

اقول مؤلف الحروف اضعف العباد عبدالسلام قد شرعت فی تسوید طلب المذھب بسنة الف وثلثمائة واربعة وخمسین (۱۳۵۴ھ) یوم الجمعة وقت الضحیٰ عشرون الشوال وفرغت عنه سنة الف وثلثمائة وخمسة وخمسین یوم الاحد ثامن ذالحجة فی وقت الظھر. [۳۴]

اگر چہ اس کتاب پر سن اشاعت تحریر نہیں ہے، لیکن متعلقہ عبارت اور اس کتاب میں موجود دیگر اشعار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسے مکمل کرنے کے بعد ۱۳۵۵ھ بمطابق ۱۹۳۴ء میں شائع کیا ہے، جس طرح وہ لکھتے ہیں :

ما پشین ووتی دخمه　　　شپی دحج وی روځ اتمه
دیارلس نیم سوه سنه وه　　　پنځه کاله زمانه وه
په شنبه انگور پاخه سو　　　بهار نوی دشاخه سو ۳۵

ترجمہ: ۱۳۵۵ھ سال ذی الحجہ کے آٹھویں تاریخ کا شام کا وقت تھا کہ یہ انگور پک گئے اور شاخہ (مقام سکونت شاعر) کا موسم بہار تازہ ہوا۔

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب اسلامی تعلیمات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے شروع میں ملا عبدالسلام مرحوم نے عربی رسم الخط سیکھنے کے لئے تقریباً سولہ قاعدے، قاعدہ بغدادیہ کی طرز پر لکھے گئے ہیں اور زیادہ تر کلمات قاعدہ بغدادیہ سے ماخوذ ہیں۔ علاوہ ازیں کتاب میں عربی اور پشتو حروف تہجی بھی درج کئے گئے ہیں۔ آپ نے اس کتاب میں ایمان مفصل، اذان اور نماز کی ترکیب اور اس میں پڑھے جانے والے کلمات بھی درج کئے ہیں۔ اسی طرح آپ نے نماز پنجگانہ میں پڑھی جانے والی مسنون قرأت کے مطابق مفصل، اوسط اور مختصر سورتوں کی تفصیل بھی دی ہے۔ علاوہ ازیں نماز جنازہ اور خطبہ نکاح کی پوری ترکیب بھی موجود ہے۔ ۳۶

اسلامی رکن نماز سے متعلق ان ضروری چیزوں کا تذکرہ کرنے کے بعد آپ نے منظوم انداز میں ارکان اسلام یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج سے متعلق فقہی مسائل، پند ونصائح اور اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل کرنے کے اصول دلچسپ انداز میں بیان کئے ہیں اور یہ اشعار مثنوی کی چھوٹی بحر میں لکھے گئے ہیں۔ آپ کی زبان سادہ اور آسان ہے اور ہر پشتو سمجھنے والا اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، البتہ اس میں کتابت کی غلطیاں کچھ زیادہ ہی ہیں۔ کتاب کے شروع میں آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء ان الفاظ میں بیان کی ہے :

صفت هغُ له لائق دئ　　　چه دَی زما وستا خالق دی
دمشرقه سه نمر بیایے　　　حمد بیحده ورله شائے
دهر چاروزی رسانه　　　ور کوی رسک په اسانه ۳۷

ترجمہ: وہ ذات صفت کے لائق ہے جو ہمارا اور آپ کا خالق ہے۔ وہ مشرق سے سورج طلوع کرتا ہے اور وہی بے شمار صفتوں کے مستحق ہیں۔ وہ ہر ایک کا رازق ہے اور آسانی کے ساتھ اُسے روزی دیتا ہے۔

حمد وثنا کے بعد موصوف نے چند ایسے دلچسپ واقعات بیان کئے ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت اور اس علاقے کے لوگوں میں جہالت کس قدر عام تھی۔ ایک واقعے کو وہ اس انداز میں بیان کرتے ہیں۔

بل امی وُ دا تبنی	حق به وایم خدای مِوینی
ماله راغی بی ادبه	ناخبره دمذهبه
داقصه ی کڑه اغازه	چه یو پلار لرم استاذه
زموژ مور مڑه سوه بی ماینے دَی	خوار دبلی زمانے دی
سکه زما داکا لُور ده	خلاصه کونڈه د تر بور ده
که وده ته داروادہ	در پیغورپوری حلوا ده
چه ماینه ی کی محتاجه	وتای نسو د رواجه ۳۸

ترجمہ: تبنی (توبہ اچکزئی میں ایک مقام کا نام) سے ایک جاہل شخص میرے پاس آیا جو اسلامی تعلیمات سے بے خبر تھا، اس نے میرے سامنے یہ قصہ شروع کیا کہ میراباپ ہے جس کی بیوی فوت ہو چکی ہے اور وہ ضعیف ہے۔ اب میری ایک حقیقی چچا زاد بہن ہے جو بیوہ ہے۔ اب کیا میری یہ حقیقی چچا زاد بہن میرے والد کے لئے بطور نکاح جائز ہے یا نہیں، اگر یہ جائز ہے تو اس کے ساتھ میرا باپ نکاح کرے گا، کیونکہ یہ ہمارے علاقے کا رواج ہے کہ بیوہ عورت اپنے سسرال ہی میں دوسرا نکاح کرسکے گی۔

اس طرح کہ چند ایک واقعات بیان کرنے کے بعد ملا عبدالسلام مرحوم لکھتے ہیں کہ لوگوں میں موجود یہ جہالت اور اُن کی اسلام سے بے خبری میری اس کتاب کی تصنیف کا سبب اور محرک ہے، وہ لکھتے ہیں:

پشتانه ڈیر نا فوهان دی	بے خبره دجهان دی
خاص دی دَ نصیحت وڑ دی	وه پشتو ژبه ته اڑ دی
په کتاب مشغوله کیژم	د پاکی په رود گڈ یژم
که دا گرځ دجهل ورک سی	سپینه روز به پر اچک سی ۳۹

ترجمہ: پشتون قوم زیادہ بےعلم اور دنیا سے بے خبر ہے۔ خاص کر یہ لوگ نصیحت کے مستحق ہیں اور پشتو زبان کی ضرورت رکھتے ہیں، اسی لئے میں کتاب لکھنے میں مشغول ہوا ہوں اور سب سے پہلے

پاکی کے باب (یعنی وضو کے بیان) میں داخل ہوتا ہوں، اگر جہالت کے یہ غبار چھٹ جائیں تو قوم اچکزئی پر دن روشن ہو جائے گا۔

غرض یہ کتاب ارکان اسلام سے متعلقہ مسائل اور دیگر مفید پند ونصائح پر مشتمل ہے۔ پشتو اشعار کے ساتھ ساتھ بہت سے مقامات پر فارسی اشعار بھی موجود ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو فارسی زبان پر بھی مکمل عبور حاصل تھا۔ اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنی کتاب میں بیان کردہ مسائل کو زیادہ مدلل ثابت کرنے کے لئے قرآن وحدیث سے حوالے دیئے ہیں اور بعض مقامات پر قرآنی آیات اور احادیث کی عبارات کے ساتھ ساتھ بعض فقہی کتابوں کی عبارات بھی نقل کی ہیں۔کتاب کے آخر میں آپ نے پشتو زبان کے چند پُر مغز اور پر حکمت ضرب الامثال بھی نقل کیے ہیں۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں :

عرض دی پر حاکمانو مه سه، رنځور دی پر طبيبانو مه سه

ترجمہ: آپ کی پیشی حاکموں پر نہ ہو اور خدا نہ کرے کہ آپ کا مریض ڈاکٹروں کے چکر لگائے۔

كه زه نه ووايم خو زما گوډه پشه به ووائی

ترجمہ: اگر میں نہ کہوں تو میری لنگڑی ٹانگ ضرور کہے گی۔

دخپله كمبله پشی زياتی مه زغوه ۴۰

ترجمہ: اپنے حدود سے زیادہ باہر نہ نکلو، اپنی حیثیت کے مطابق رہو۔

یہ چند ایک ضرب الامثال بطور نمونہ درج کئے گئے ہیں۔ غرض یہ کہ ''طلب مذہب'' ایک ایسی کتاب ہے جو سعدی کی گلستان اور بوستان کی طرح پند ونصائح، دلچسپ واقعات اور فقہی مسائل وحکمت سے پُر ہے۔

۳۔ زردانہ دُر

یہ بھی ایک شعری مجموعہ ہے اور اس میں موجود اشعار کی تعداد ایک ہزار ہے۔ ''زردانہ دُر'' کا مطلب بھی یہی ہے کہ ''ہزار عدد موتی''۔یہ کتاب ملا عبدالسلام مرحوم کی وفات کے تقریباً ۲۷ سال بعد یعنی ۲۰۰۱ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔ اس کے ۸۰صفحات ہیں۔ آغاز کے ۲۶ صفحات پیش لفظ کے طور پر آپ کی زندگی کے اہم واقعات اور آپ کی تصنیفات سے متعلق درج کئے گئے ہیں، جبکہ بقایا ۵۴ صفحات پر کتاب کا اصل مسودہ موجود ہے۔ اس کتاب کا ناشر آپ کا بیٹا شمس طالع ہے۔

آپ نے اپنی اس کتاب کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کیا ہے۔ اس کے بعد چند عربی تمہیدی کلمات لکھے ہیں اور اس کے بعد پشتو اشعار درج کئے ہیں۔[۴۱] کتاب ''طلب مذہب'' کی طرح یہاں بھی آغاز حمد الٰہی سے کرتے ہیں ہوئے لکھتے ہیں:

یا الٰهی ستا بنده یم — که شاغلی که گنده یم

سائل مه شړه ددره — تا را وغوشت نا خبره

امتی می درسولؐ که — بی طاعته می قبول که [۴۲]

ترجمہ: اے اللہ میں آپ کا بندہ ہوں، اچھا ہوں کہ بُرا۔ سائل کو اپنے دربار سے خالی ہاتھ نہ لوٹائیں، کیونکہ آپ نے اُسے اچانک اپنے دربار میں بلایا ہے۔ مجھے اپنے رسولﷺ کا امتی بنا لیں اور بغیر عبادت کے مجھے قبول فرمائیں ۔

کتاب ''زردانہ دُر'' کے تمام اشعار ''طلب مذہب'' کی طرح چھوٹی مثنوی بحر میں ہیں۔ اس کا خط مناسب ہے، زیادہ خوش خط نہیں ہے، البتہ آسانی کے ساتھ پڑھاجاسکتا ہے۔ اس کا ہر شعر نہایت سادہ، شیریں، رواں اور دل پذیر ہے۔ سیال کاکڑ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

ترجمہ:زردانہ دڑ'' قیمتی موتیوں کا وہ ہار ہے جس میں قسم قسم کے نگینۂ مطالب ذکر کئے گئے ہیں۔ اس میں دینی، اصلاحی، اخلاقی، انتقادی، وطنی، سیاسی، اجتماعی، تاریخی اور معلوماتی مطالب ہمیشہ کے لئے محفوظ کئے گئے ہیں۔ اس مجموعے سے ملا عبدالسلام اچکزئی کے فن اور شخصیت کا ہر پہلو نکھر کر سامنے آتا ہے، اس مجموعے کی مدد سے آپ کے افکار اور نظریات معلوم کئے جاسکتے ہیں [۴۳]

علاوہ ازیں اس کتاب میں قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور دیگر فقہی کتب کے حوالے بھی موجود ہیں۔ اس مجموعے کے مطالعے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ملا عبدالسلام بات چھپاتے نہیں، بلکہ ہر ایک بات کو صاف اور کُھل کر بیان کرتے ہیں، جو بھی دل میں آتا ہے، اُسے اخلاص کے ساتھ اپنے شعر میں بیان کردیتے ہیں۔ کتاب کے آخر میں آپ نے مناجات پیش کئے ہیں مثلاً وہ لکھتے ہیں :

داسلام غریب زوال دی — نن دکفر لوی کمال دی

خلگ ولاړ و سامری له — دجال راغی انغری له

یا الٰهی موژ کامیاب کی — دین روشان دشمن کریاب کی [۴۴]

ترجمہ: اسلام زوال پذیر ہے اور کفر عروج پر ہے۔ لوگ سامری (بچھڑابنانے والے) کی طرف چلے

گئے اوردجال ہمارے دروازے تک پہنچ گیا، یا الٰہی ہمیں کامیاب فرما اور دین اسلام کو روشن فرما اور دشمن کو ناکام فرما۔

آگے چل کر لکھتے ہیں، جو اس کتاب کے آخری اشعار ہیں:

چی په دین دمحمدؐ وی　　پرهیز گار ه وی که بد وی

هغه واړه جنتی کی　　مادده شه امتی کِی

یادوه عبدالسلامه　　مله امین دعا تمامه [۴۵]

ترجمہ: اے اللہ جو بھی محمدﷺ کے دین پر ہو، چاہے وہ پر ہیز گار ہو یا بد کار، اُن سب کو جنت میں جگہ دے اور مجھے آپؐ کا اچھا امتی بنا دے، عبدالسلام آمین کہا کرو، دعا تمام ہوئی۔

حوالہ جات

۱- **رواه احمد بحواله مشکوٰة المصابیح، باب بدء الخلق وذکرالانبیاء علیهم السلام۔**

۲- القرآن، یسں، ۳۶:۲۱۔

۳- ملا عبدالسلام اشیزئی، *سوسن چمن*، طبع دوم، (کوئٹہ، اسلامیہ پریس، ۱۹۶۴ء)، ص ۱۳۰۔

۴- ملا عبدالسلام اچکزئی، *طلب مذہب*، (کوئٹہ، عزیز الیکٹرک پریس، ۱۳۵۵ھ)، ص ۴۱۱۔

۵- *سوسن چمن*، ص۱۴۸۔

۶- سلطان محمد صابر، *پشتو علاقائی ادب*، ماہنامہ اولس، کوئٹہ (خصوصی شمارہ) اکتوبر، نومبر۱۹۶۳ء، ج ۲:ش۱۱، ص۳۷۰۔

۷- محمد زمان خان اچکزئی، *شخصیات*، ماہنامہ اولس، کوئٹہ (خصوصی شمارہ) اکتوبر، نومبر۱۹۶۳ء، ج ۲: ش ۱۱، ص ۳۶۸۔

۸- صاحبزادہ حمیداللہ، *پشتوادب بلوچستان میں*، (کوئٹہ، پشتوادبی بورڈ، ۲۰۰۶ء)، ص ۴۸۔

۹- خلاند، ابوالخیر ''دباباشعر زماپہ نظر کښی''دکوژک ستوری، مؤلف عبدالرؤف رفیقی، (چمن، بزم ادب، ۱۹۸۷ء)، ص ص۵۸، ۵۹۔

۱۰- کوثر، محمد انعام الحق (ڈاکٹر)، *سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک بلوچستان میں*، (کوئٹہ، سیرت اکادمی بلوچستان، ۱۹۹۷ء)، ص ۱۸۵۔

۱۱- محمد زمان خان اچکزئی، *شخصیات* (ملاعبدالسلام) ماہنامہ اولس، کوئٹہ خصوصی شمارہ، ص ۳۷۰۔

۱۲- مقدس خان معصوم، *ملاعبدالسلام اشیزئی یوہ جایزہ*، (کوئٹہ، پشتواکیڈمی، ۱۹۸۷ء)، ص ۱۱۔

۱۳- سوسن چمن، ص ۱۳۱۔

۱۴- عبدالرحمٰن کاکڑ، *حافظ رحمت نیازی*، پشتو ادبی لار، (کوئٹہ، یونائیٹڈ پریس، ۲۰۱۲ء)، ص ۱۱۸۔

۱۵- *سوسن چمن*، ص ۹۱۔

۱۶- *ایضاً*، ص ۲۸۳۔

۱۷- *ایضاً*، ص ۱۴۳۔

۱۸- *ایضاً*، ص ۱۷۸۔
۱۹- *ایضاً*، ص ص۹٦، ۹۷۔
۲۰- *ایضاً*،ص ص۱۲۸، ۱۲۹۔
۲۱- *ایضاً*، ص ۱۱۱۔
۲۲- *ایضاً*، ص ۱۲۹۔
۲۳- *طلب مذہب*، ص ص ۲۰۔۲۳۔
۲۴- *سوسن چمن*، ص ۳۔
۲۵- *ایضاً*، ص ۲۲۔
۲٦- عبدالرحمٰن کاکڑ، *ششماہی تلتو*، کوئٹہ، شعبہ پشتو، بلوچستان یونیورسٹی، ج۴:ش۷، جنوری۔ جون،ص ۱۱۰۔
۲۷- اشیزئی،*سوسن چمن*، ص ۳۲۱۔
۲۸- *ایضاً*، ص ۱۵۸۔
۲۹- *ایضاً*،ص ۲۳۳۔
۳۰- *ایضاً*،ص ص ۱۱۵۔ ۱۲٦۔
۳۱- *ایضاً*، ص۳۱۔
۳۲- عبدالروٗف رفیقی، *وکوژک ستوری*، ص ۹۳،۹۴۔
۳۳- درانی، درویش، *وکوژک ستوری*، ڈاکومینٹری، پی ٹی وی، کوئٹہ، ترتیب وتحقیق، نذیر ہنہ وال، ہدایات وپیشکش زیب شاہد۔
۳۴- *طلب مذہب*، ص۴۱۱۔
۳۵- *ایضاً*، ص ۴۰۹۔
۳٦- *ایضاً*، ص ۲۔۱۴۔
۳۷- *ایضاً*، ص ۱۵۔
۳۸- *ایضاً*، ص ۱۸۔
۳۹- *ایضاً*، ص ص ۲۸، ۲۹۔
۴۰- *ایضاً*، ص ۴۱۲۔
۴۱- مولانا عبدالسلام اچکزئی، *زروانہ ور*، ناشر شمس طالع، ۲۰۰۱ء، ص ۲۰۔
۴۲- *ایضاً*، ص ۲۷۔
۴۳- سیال کاکڑ، ولی محمد،*نثری انحور*، کوئٹہ، پشتوادبی بورڈ، یونائیٹڈ پرنٹرز، دسمبر ۲۰۰۵ء، ص ۱۴۱۔
۴۴- *ایضاً*، ص ۸۰۔
۴۵- *ایضاً*۔